نائلہ بنت الفرافصہ

نگار سجاد ظہیر ☆

Abstract

Naila bint al Farafisa

An article *"Yazidi Almeon ka pas manzar"* written by Dr. Syed Mohammad Yousuf (d. 1978), published in *"Islami Taleem" (Lahore)*, was reproduced by *Nazaria Foundation, Faisalabad* in the form of a book-let, without mentioning the publishing date in it. In the said article it is reported that the martyrdom of 3rd Pious Caliph, *Hazrat Uthman bin Affan* and acoession of *Hazrat Amir Muawiya* as a Caliph was a Byzantine conspiracy, in which Christian women, who were in Muslim ruler's *harem*, played a vital role. Author also expressed his doubt about the (Christian?) wife of *Hazrat Uthman, Naila bint-al Farafisa* in this regard.

Present article is an attempt to inquire and address there so called ideas with special focus on *Hazrat Naila.*

Key words: *Uthman bin Affan - Naila bint-al Farafisa - Banu Kalb.*

☆ پروفیسر وصدر شعبہ، اسلامی تاریخ، کراچی یونی ورسٹی، کراچی۔

چند ماہ پیشتر نظریہ فاؤنڈیشن پبلشر، فیصل آباد کا شائع شدہ، چالیس صفحات کا ایک کتابچہ موصول ہوا۔ یہ دراصل ڈاکٹر سید محمد یوسف [1] (م ۱۹۷۸ء) کا ایک مضمون ہے، جو 'اسلامی تعلیم' نامی دوماہی مجلہ میں 'یزیدی الیوں کا پس منظر' [2] کے نام سے شائع ہوا۔ اسے بغیر کسی تعارف یا تمہید کے نظریہ فاؤنڈیشن، فیصل آباد کی طرف سے علیحدہ کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے اور مصنف کے حواشی کے علاوہ پبلشر نے بھی حواشی لگائے ہیں۔ اس مضمون میں جہاں اور بہت کچھ لکھا گیا ہے، وہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان کے قتل کے پیچھے نیز امیر معاویہ کو برسرِ اقتدار لانے کے پیچھے بازنطینی (عیسائیوں کی) سازش کارفرما تھی، مصنف لکھتے ہیں ''قیصرِ روم مورق کا حضرت معاویہ کو حضرت عثمان کی شہادت کی خبر دینا اور حضرت معاویہ کی حکومت کی اطلاع دینا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کا بازنطینی منصوبہ بن چکا تھا، عراق کے خوارج وغیرہ کو اس کے بروئے کار لانے کی ذمہ داری سونپ دی گئی تھی اور حضرت معاویہ کو مسلمانوں کا حاکم بنانے کا عیسائی منصوبہ طے پا چکا تھا۔'' [3]

ڈاکٹر سید محمد یوسف کی علمی قابلیت اپنی جگہ لیکن ان کے مقالے کی سب سے زیادہ قابلِ گرفت بات یہ ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا باتیں بغیر کسی حوالے کے کی ہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں۔

> ''حضرت معاویہ سے پہلے حضرت عثمان نے بھی قبیلۂ بنی کلب کی ایک عیسائی خاتون نائلہ سے شادی کی تھی۔ یہ خاتون بھی عیسائی رہی۔ [4] اس خاتون نے حضرت عثمان کی شہادت کے واقعہ میں کیا کردار ادا کیا ہے اس کے بارے میں کچھ واضح تفصیل ہمارے سامنے نہیں، اس لیے اس بارے میں کوئی رائے زنی نہیں کی جا سکی۔'' [5]

یہ بیان حضرت نائلہ کی شخصیت کو مشکوک بنانے کے لیے کافی ہے۔ یہ درست ہے کہ حضرت نائلہ کے بارے میں تاریخ کے ابتدائی ماخذ میں تفصیلات کم ملتی ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بلا تحقیق، ایک خلیفۂ راشد کی بیوی، جو ساری زندگی، بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی وفادار رہیں، کے کردار کو مشکوک بنا کر انہیں سازشی عیسائی عورتوں کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس مضمون کے حوالے سے پہلی افسوس ناک بات یہ ہے کہ فاضل مصنف نے یہ سب کچھ بغیر حوالوں کے لکھا ہے اور دوسری افسوس ناک بات یہ ہے کہ بڑھانے والوں نے اسے کسی تصدیق اور تحقیق کے بغیر آگے بڑھا دیا ہے، جبکہ تاریخی حقائق اس کے برخلاف ہیں۔

ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں اور ابن اثیر نے 'الکامل' میں تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی آٹھ بیویوں کے نام لکھے ہیں۔

۱۔ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم: یہ حضرت عثمان کی پہلی بیوی تھیں، ان کے ساتھ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان سے عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے، جو کم سنی میں وفات پا گئے۔ حضرت رقیہ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غزوۂ بدر میں شریک نہیں تھے تاہم رسول اللہؐ نے انہیں مالِ غنیمت اور اجرِ جہاد، دونوں میں شامل فرمایا۔

۲۔ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد رسول اللہؐ نے اپنی دوسری بیٹی بھی حضرت عثمان کے نکاح میں دی۔ ام کلثوم سے حضرت عثمان کی شادی ۳ھ میں ہوئی۔ ان کا انتقال ۹ھ میں ہوا، ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ۶ حضرت عثمان کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم، ابولہب کے دو بیٹوں عُتبہ اور عتیبہ سے منسوب تھیں۔ تاہم رُخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب بن امیہ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ وہ محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق دے دیں۔ دونوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت عثمان کا نکاح حضرت رقیہ سے مکّہ میں ہوا۔ دونوں نے اکھٹے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہیں ان کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے، انہی کے نام پر حضرت عثمان کی کنیت ہے۔ جب یہ میاں بیوی حبشہ چلے گئے تو کچھ عرصہ تک رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی چنانچہ آنے جانے والوں سے دریافت حال کے لیے شہر سے باہر نکل جایا کرتے۔ ایک دن ایک عورت نے بتایا کہ اُس نے ان دونوں میاں بیوی کو دیکھا ہے اور وہ بہ خیر و عافیت ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا، خدا انہیں بخیر و عافیت رکھے۔ لوطؑ کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے مع اہل ہجرت کی۔ ۶

۳۔ فاختہ بنت غزوان: یہ مشہور قدیم الاسلام بدری صحابی عتبہ بن غزوان کی بہن تھیں۔ ان کے بطن سے عبداللہ الاصغر تولد ہوئے، جو وفات پا گئے۔

۴۔ اُم عمرو بنت جندب ابن عمرو بن حممہ دوسی، ان کے بطن سے عمرو، خالد، ابان، ۷ عمر اور مریم تولد ہوئے۔

۵۔ فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس ۸: ان کے بطن سے ولید، سعید اور ام سعید تولد ہوئے۔

۶۔ ام البنین بنت عیینہ بن حصن الفزاری: ان کے بطن سے عبدالمالک نامی بیٹا پیدا ہوا، جو وفات پا گیا۔

۷۔ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف: ان کی والدہ کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا، ان کا نام ام شراک بنت وقدان بن عبد شمس بن عبدود تھا۔ حضرت عثمان نے ان سے نکاح کیا۔ تین بیٹیاں ہوئیں، عائشہ، اُم ابان اور اُم عمرو۔ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان، رملہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اسی لیے حضرت عثمان کے واقعاتِ محاصرہ و شہادت میں ان کی روایات کو زیادہ مستند مانا جاتا ہے۔ رملہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہؐ سے بیعت کی، ۹ صحابیہ تھیں اور قدیم الاسلام تھیں۔ ان کے اسلام لانے پر ان کی چچازاد بہن ہند بنت عتبہ نے انہیں شیبہ کے جنگ بدر میں قتل ہو جانے پر عار دلائی اور یہ شعر کہے۔

لحی الرحمٰن صائبة بوج ... و مكة عند اطراف الحجون

تدينُ لمعشرٍ قتلوا أياها ... أقتلُ ابيک جاءک باليقين

[ترجمہ: اس عورت پر اللہ کی لعنت ہو جو وج میں، مکّہ میں یا اطرافِ حجون میں چھپی ہوئی ہے۔ اُس نے اُس گروہ کا دین پسند کیا جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ اے رملہ! کیا تجھے واقعی اپنے باپ کے قتل کا یقین ہے]

۸۔ نائلہ بنت الفرافصہ: نائلہ کا نسب یہ ہے، نائلہ بنت فرافصہ بن الاحوص بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب۔ ان کا تعلق بنوکلب سے تھا۔ ان کے بطن سے مریم پیدا ہوئیں۔[11]
جب حضرت عثمان شہید ہوئے اس وقت آپ کے عقد میں رملہ بنت شیبہ، ام البنین، فاختہ اور نائلہ تھیں۔[12]

حضرت نائلہ کا تعلق بنوکلب سے تھا۔ یہ قبیلہ نصرانی (عیسائی) تھا اور شام کے قریب دومۃ الجندل کے قریب آباد تھا۔ ظہورِ اسلام کے وقت دومۃ الجندل کا عیسائی حاکم اکیدر تھا۔ قبیلہ کلب اپنے علاقے میں بہت اثر ورسوخ کا حامل، ممتاز اور بقول ابن خلدون حکومت کا حریف قبیلہ تھا۔[13] اس کا اثر تبوک تک پھیلا ہوا تھا۔ ظہورِ اسلام کے وقت اس قبیلہ کے سردار اصبغ تھے، جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی کوششوں سے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے۔ اور اپنی بیٹی تماضر[14] کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے حبالۂ عقد میں دے دیا تھا۔

بنوکلب نسلاً عرب تھے اور جنوبی عرب کے زیادہ متمدن اور حضری علاقوں سے تعلق رکھتے تھے لیکن جب سدِّ مآرب[15] ٹوٹا اور یمن کے علاقے بنجر ہونا شروع ہوئے تو یمن کے متعدد عرب قبیلے، ترک وطن کر کے شام اور اس کے نواح میں آباد ہو گئے۔ بنوکلب بھی اسی وقت سے دومۃ الجندل میں آباد ہوئے اور شام تک پھیل گئے۔ چونکہ یہ علاقے بازنطینی سلطنت کے قریب تھے لہٰذا ان کے اثر سے ان عرب قبائل میں بھی عیسائیت پھیل گئی۔ جن عرب قبائل میں کلی یا جزوی طور پر عیسائیت نے فروغ پایا اُن میں غسان، بنوکلب، بنوقضاعہ، بنوتمیم، ربیعہ اور ان کی ایک شاخ بنوتغلب شامل تھے۔

ان کے علاوہ تنوخ لخم، مذحج، بہرا اور سلیح وغیرہ قبائل نے بھی نصرانیت (عیسائیت) قبول کر لی تھی اور ان میں سے بیشتر رومیوں کے کلیتاً زیر اثر تھے، جنگ موتہ میں یہ سب کے سب رومیوں کی حمایت میں مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہوئے۔[16] ان میں سے بیشتر کو قیصرِ روم کی طرف سے سالانہ پندرہ سیر سونا بطور وظیفہ ملتا تھا۔[17]

ابن اثیر کے مطابق حضرت عثمان نے نائلہ سے اپنی خلافت کے پانچویں سال یعنی ۲۸ھ میں نکاح کیا۔ وہ عیسائی تھیں لیکن زفاف سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔[18] وہ آپ کی زوجیت میں سات سال رہیں، وہ حضرت عثمان کی آخری بیوی تھیں، شادی کے وقت حضرت عثمان کی عمر تقریباً پچھتر سال تھی جبکہ حضرت نائلہ کی عمر کا پتا نہیں چلتا۔ اپنی خلافت کے آخری سالوں میں جب حضرت عثمان کے خلاف فتنے کا آغاز ہو چکا تھا، ہمیں وہ امیر المومنین کے خیر خواہ کے طور پر نظر آتی ہیں۔ اُس وقت حضرت عثمان، اپنے چچا زاد مروان بن حکم کے دباؤ میں تھے جبکہ حضرت علی اور دیگر اصحاب، اس وجہ سے ان سے نالاں رہتے تھے۔ ابن اثیر نے اپنی الکامل میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ نائلہ، حضرت عثمان کو مروان سے دور رہنے اور حضرت علی کو قریب کرنے کا مخلصانہ مشورہ دیتی تھیں اور اس وجہ سے دونوں کے درمیان یعنی نائلہ اور مروان کے درمیان کئی بار سخت کلامی بھی ہوئی۔

۳۵ھ حضرت عثمان کی شہادت کا سال ہے۔اس سال کے واقعات میں ابن اثیر کا بیان ہے کہ ۳۵ھ میں جبکہ حضرت علی اور انصار وقریش کا ایک گروہ، بلوائیوں کو مدینہ سے واپس بھیجنے میں کامیاب ہوگیا تو حضرت عثمان نے خطبہ دیا جس میں انہوں نے توبہ کی اور کہا کہ میں سب سے پہلے نصیحت حاصل کرتا ہوں۔اپنے اس مختصر خطبے میں انہوں نے یہ بھی یقین دلایا کہ وہ مروان اور اس کے ساتھیوں کو دوست نہ رکھیں گے۔اس خطبے سے لوگوں پر رقت طاری ہوگئی، حضرت عثمان روئے اور اصحابِ مجلس بھی اتنا روئے کہ ان داڑھیاں تر ہوگئیں۔۱۹

اس خطبے کے بعد حضرت عثمان گھر آئے تو مروان بن حکم، سعید بن العاص اور بنو امیہ کے دوسرے لوگوں کو اپنے گھر میں پایا، یہ لوگ خطبے میں موجود نہیں تھے۔مروان نے کہا: اے امیر المومنین! میں بات کروں یا خاموش رہوں۔اس موقع پر نائلہ بنت فرافصہ نے کہا ''تم چپ ہی رہو تو بہتر ہے، اللہ کی قسم، وہ ان کو قتل کردیں گے اور تم ان کا ماتم کروگے، جو بات انہوں نے کہی ہے اس کا انہیں پابند رہنا چاہیے۔''۲۰

یعنی خطبے میں جو وعدہ کیا ہے کہ مروان اور اس کے ساتھیوں کو دوست نہ رکھیں گے، اس بات پر امیر المومنین کو قائم رہنا چاہیے۔یہ بالکل صائب اور خیر خواہانہ مشورہ تھا جو نائلہ نے دیا۔اس پر مروان اور نائلہ، جو رشتہ میں مروان کی بھاوج لگتی تھیں، کے درمیان سخت کلامی ہوئی۔مروان نے کہا ''تمہیں اس سے کیا مطلب، خدا کی قسم تمہارا باپ مرگیا، وہ اچھی طرح وضو کرنا بھی نہیں جانتا تھا۔'' اس پر نائلہ نے کہا ''اے مروان، باپوں کا ذکر نہ کرو، تم میرے والد کے متعلق خبر دے رہے ہو، وہ موجود نہیں ہے، تم اس پر جھوٹ بول رہے ہو اور تمہارا باپ تو اپنی مدافعت بھی نہیں کرسکتا، جو کچھ اس کے خلاف کیا جائے۔اللہ کی قسم، کاش تمہارا باپ، ان کا (یعنی حضرت عثمان کا) چچا نہ ہوتا اور ان کو اس کا غم نہ ہوتا، تو میں تم کو بتاتی۔'' اس پر مروان نے غصّے میں نائلہ کو جھڑکا۔۲۱

اس کے بعد مروان پھر حضرت عثمان پر غالب آیا اور ان کا ترجمان بنا، جس پر حضرت علی نے حضرت عثمان سے ملاقات کی اور ناراضگی کا اظہار کیا، اس ملاقات کے وقت بھی نائلہ بنت الفرافصہ، پردے میں نزدیک ہی تھیں، کہ دونوں کی گفتگو سن سکتی تھیں۔حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا،

> ''آپ تو مروان سے خوش ہیں مگر وہ آپ سے خوش نہیں ہے، آپ کو آپ کے دین سے اور عقل سے پھیرنا چاہتا ہے، گویا آپ سواری کا اونٹ ہیں جدھر اس کا مالک چاہے، ہنکا لے۔اللہ کی قسم مروان نہ دین میں صائب الرائے ہے نہ زندگی میں۔بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپ کو تباہی کی طرف لے جائے گا، جہاں سے آپ نہیں نکل سکیں گے۔اب آئندہ میں کبھی آپ کے پاس نہیں آؤں گا، کیونکہ لوگوں کے اس غصہ کی وجہ سے آپ کی عزت کم ہوگئی ہے اور آپ کی عقل جاتی رہی ہے۔''

جب حضرت علی چلے گئے تو نائلہ اندر آئیں اور کہا ''میں نے علی کی یہ بات سنی ہے کہ وہ آئندہ آپ کے پاس نہیں آئیں گے، کیونکہ آپ مروان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور وہ جدھر چاہتا ہے آپ کو ہنکاتا ہے۔''

حضرت عثمان نے کہا ''میں کیا کروں؟''

نائلہ نے کہا" آپ اللہ سے ڈریں اور اپنے دونوں ساتھیوں (یعنی حضرت ابوبکر اور عمر) کے طریقے پر عمل کریں، کیونکہ اگر آپ مروان کا کہنا مانیں گے تو وہ آپ کو مروا دے گا اور لوگوں کے نزدیک مروان کی کوئی عزت نہیں ہے، نہ اس کا رعب ہے اور نہ اس کی محبت ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں نے آپ سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے، آپ علی کو بلوا کر ان سے صلح کیجیے، ان سے رشتہ داری بھی ہے اور ان کی نافرمانی نہیں کی جاتی۔"۲۲

حضرت نائلہ کی ان باتوں سے ان کی سیاسی بصیرت جھلکتی ہے۔ وہ حالات پر نہ صرف نظر رکھتی تھی بلکہ خلیفۂ ثالث کو صائب مشورہ دیتی تھیں اور اس بات کا اعتراف خود حضرت عثمان نے کیا تھا۔ جب حضرت عثمان اور حضرت نائلہ کے مابین ہونے والی اس باہمی گفتگو کی خبر مروان بن حکم کو ہوئی تو وہ پھر حضرت عثمان کے پاس آیا، نائلہ اس وقت بھی موجود تھیں، اُس نے براہ راست نائلہ ہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا" اے بنت فرافصہ ......" اس پر حضرت عثمان نے مزید بولنے سے اُسے روک دیا اور اُسے جھڑکتے ہوئے کہا" تیرا منھ کالا ہو، اسے کچھ مت کہو، اللہ کی قسم وہ میری بہت خیر خواہ ہے۔"۲۳

تاریخ کے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نائلہ نے حضرت عثمان کو بڑی سیاسی بصیرت کے ساتھ مشورے دیئے، انہیں مروان کے اثر سے باہر نکالنے کی کوشش کرتی رہیں، لیکن حالات کے جبر نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔

حضرت عثمان کے گھر کے طویل محاصرے کے دوران حضرت نائلہ، حضرت عثمان کی خصوصی خبر گیری کرتی رہیں۔ طبقات الکبریٰ میں زوجۂ عثمان سے جو راوی (عفان بن مسلم) کے خیال میں بنت الفرافصہ تھیں مروی ہے کہ" شہادت والے دن عثمان کسی قدر سو گئے، بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی۔ میں نے کہا، امیر المومنین ہرگز نہیں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ اور ابوبکر کو (خواب میں) دیکھا، ان حضرات نے فرمایا، تم آج روزہ ہمارے ساتھ افطار کرنا۔ یا انہوں نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کروگے۔"۲۴

یہ واقعہ انساب الاشراف میں بھی ہے تاہم اس میں نائلہ کی جگہ اصحاب لکھا ہے، یعنی عثمانؓ نے اپنے دوستوں سے کہا۔۲۵

ابن سعد کی طبقات الکبریٰ میں ہے کہ جس وقت بلوائی عمرو بن حزم انصاری کے گھر کی دیوار پھاند کر دارِ عثمان میں کودے، تو اس کی گھر والوں کو خبر نہ ہوسکی، کودنے والوں میں محمد بن ابی بکر، کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا، اس وقت وہ قرآن میں سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے۔۲۶ دیگر مورخین نے بھی اس بیان کی تصدیق کی ہے اور اس کے برخلاف کوئی دوسری روایت نہیں۔۲۷

حضرت عثمان کی شہادت عصر کے وقت ہوئی، کنانہ بن بشر نے جب حضرت عثمان پر وار کیا تو حضرت عثمان کے ایک حبشی غلام نے کنانہ پر وار کرکے اُسے قتل کردیا، بلوائیوں میں سے سودان بن حمران نے اُس حبشی غلام پر حملہ کرکے اُسے قتل کردیا۔ جس وقت یہ ہنگامہ بپا تھا تو حضرت نائلہ نے اپنے شوہر کو بچانے کی پوری کوشش کی، ابن اثیر کی الکامل میں ہے کہ جب سودان بن حمران، حضرت عثمان پر حملہ آور ہوا تو عثمان کی زوجہ (نائلہ) آپ کے اوپر جھک گئیں اور اس کی تلوار کو اپنے ہاتھ سے روکا جس سے آپ کی

انگلیاں بھی کٹ گئیں۔۲۸

ابھی آپ میں زندگی کے آثار تھے کہ باغیوں نے آپ کا سر کاٹنے کا بھی ارادہ کیا، مگر نائلہ اور حضرت عثمان کی ایک اور بیوی رملہ بنت شیبہ نے ان کی یہ مذموم حرکت ناکام بنادی، وہ دونوں خلیفۂ وقت کی لاش سے لپٹ گئیں، ان کا چہرہ چھپالیا، چیخنے چلانے اور اپنا چہرہ پیٹنے لگیں۔اس پر بلوائی انہیں چھوڑ کر ہٹ گئے۔۲۹

جب حضرت عثمان کے قتل کی خبر باہر پہنچی تو بلوائیوں نے کہا کیا عثمان کا خون حلال تھا اور اس کا مال حلال نہیں، لہٰذا بہت سے بلوائی دارِعثمان میں گھس گئے اور لوٹ مار شروع کردی۔اس موقع پر بھی حضرت نائلہ نے کھڑے ہوکر انہیں عار دلائی، درآں حالیکہ وہ زخمی تھیں، انہوں نے کہا، 'رب کعبہ کی قسم چور، اے اللہ کے دشمنو تم نے عثمان کا خون کر کے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔دیکھو واللہ تم لوگوں نے انہیں قتل کردیا حالانکہ وہ بہت روزہ دار اور بہت نمازی تھے، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔''۳۰

اس روز حضرت عثمان کی دو بیویاں، حضرت نائلہ اور حضرت رملہ، جو حضرت عثمان کو بچاتے ہوئے خود تشدد کا نشانہ بنیں، لوٹی گئیں، ان کی چادریں چھینی گئیں اور زیورات نوچ لیے گئے، اُس روز حضرت عثمان کے خزانہ دار کے پاس سے ۳۵ لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار لوٹے گئے۔۳۱

حضرت عثمان جمعہ کے دن، ۱۸ ذی الحجہ ۳۶ھ کو عصر کے بعد شہید کیے گئے۔یہ ان کے پوتے کا بیان ہے۔۳۲ چوبیس گھنٹے تک حضرت عثمان کی میّت گھر میں رکھی رہی، باغیوں نے ان کی نماز جنازہ ہونے دی نہ انہیں دفن کرنے کی اجازت دی۔ بالآخر چار اشخاص نے ہمت کی اور جنازہ اٹھایا گیا۔یہ چار افراد جبیر بن مطعم ۳۳، حکیم بن حزام ۳۴، ابوجہم بن حذیفہ ۳۵ اور نیار بن مکرم ۳۶ تھے۔۳۷ جنازے کے ساتھ حضرت عثمان کی دو بیویاں، نائلہ بنت الفرافصہ اور اُم البنین بھی تھیں۔

یہ غیر معمولی جرأت کا کام تھا۔اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ مدینہ پر عملاً بلوائیوں کا قبضہ تھا۔حضرت علی کی بیعت ہوچکی تھی لیکن ان کے لیے شائد یہ ممکن نہیں تھا کہ عثمان کا جنازہ اُٹھواتے۔ان کی نماز جنازہ کی مسجد نبوی میں امامت کرتے اور تدفین میں شرکت کا ماحول بناتے، زیادہ سے زیادہ جو کچھ وہ کرسکے وہ یہ کہ جب جبیر بن مطعم ان کے پاس گئے کہ ہمیں جنازہ اٹھانے کی اجازت دی جائے تو حضرت علی نے اُن باغیوں کو اور بعض انصار کو جو دارِعثمان سے جنت البقیع جانے والے راستے میں کھڑے تھے، تاکہ جنازہ میں مزاحم ہوں، اُن کو وہاں سے ہٹوادیا۔

یوں ۲۶ گھنٹے بعد ہفتے کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان، جبکہ رات کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا، ان چار افراد نے جنازہ اُٹھایا۔نائلہ بنت الفرافصہ بھی ساتھ نکلیں، انہوں نے اپنا گریبان چاک کیا، ان کے ہاتھ میں چراغ تھا اور وہ بین کررہی تھیں، 'ہائے امیر المومنین' اس پر جبیر بن مطعم نے ان سے کہا ''چراغ گل کردو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں کیونکہ میں نے ان باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے۔''

اس پر حضرت نائلہ نے چراغ گل کردیا۔انساب الاشراف میں بلاذری کے مطابق چراغ اُم البنین نے اٹھایا ہوا تھا۔

چھ افراد (چار مردوں اور دو عورتوں) پر مشتمل یہ جنازہ جب جنت البقیع میں پہنچا تو انصار کے بنوساعدہ کا ایک گروہ وہاں

موجود تھا، وہ تدفین میں مزاحم ہوئے تو یہ لوگ ان سے اُلجھنے کے بجائے جنت البقیع سے متصل حش کوکب میں چلے گئے۔ یہ ایک وسیع قطعۂ اراضی تھا جو حضرت عثمان نے خریدا تھا، حش کوکب کا راستہ بتانے والوں میں جبیر بن مطعم، نائلہ اور ام البنین تھیں۔۳۸

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ نائلہ اور ام البنین قبر میں اُتریں اور انہوں نے ہی آپ کو قبر میں اُتارا۔۳۹ بلاذری کا بیان (راوی واقدی ہے) یہ ہے کہ ان کا جنازہ چار افراد نے اٹھایا جس میں سے ایک ان کی بیوی تھیں، چار میں سے ایک جبیر بن مطعم تھے۔۴۰

شہادت عثمان کے صرف دو عینی شاہد تھے۔ ایک حضرت عثمان کا وہ حبشی غلام، جس کو سودان بن حمران نے موقع پر قتل کر دیا تھا، اور دوسری نائلہ بنت الفرافصہ۔ رملہ اُس وقت کمرے میں داخل ہوئی تھیں جب حضرت عثمان کو تلوار کی شدید ضربوں سے گرایا جا چکا تھا، وہ قریب المرگ تھے اور بلوائی ان کا سر کاٹنا چاہتے تھے جس پر حضرت نائلہ نے چیخ و پکار کی اور خود کو حضرت عثمان پر گرا دیا، اُس وقت ان کی مدد کے لیے رملہ اندر آئیں اور انہوں نے بھی خود کو خلیفۂ وقت پر گرا کر حضرت عثمان کے سر کاٹنے کے عمل کو ناکام بنا دیا۔ یہ حضرت نائلہ کا بیان ہے جو انہوں نے واقعات کی تفصیل بتاتے ہوئے، اپنے خط میں تحریر کی یہ خط انہوں نے امیر معاویہ کو لکھا تھا، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

حضرت عثمان کے قتل کے دوسرے دن حضرت علی کی بیعتِ خلافت ہوئی۔ حصولِ خلافت کے بعد حضرت علی کے لیے سب سے پہلا مقدمہ، قصاصِ عثمان ہی کا تھا۔ لہٰذا حضرت علی، حضرت نائلہ کا بیان لینے ان کے گھر گئے۔ ان کے مابین ہونے والی گفتگو کو ابن عبد ربہ نے العقد الفرید میں نقل کیا ہے۔ اس کے مطابق، حضرت علی، حضرت عثمان کی اہلیہ کے پاس آئے اور پوچھا ''عثمان کو کس نے شہید کیا؟'' نائلہ نے جواب دیا، ''میں نہیں جانتی، دو آدمی اندر آئے، مجھے ان کے چہرے نظر آ رہے تھے، مگر میں انہیں پہچانتی نہیں، البتہ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھا''۴۱ پھر محمد بن ابی بکر اور حضرت عثمان کے مابین جو گفتگو ہوئی تھی، نائلہ نے وہ بھی حضرت علی کو بتائی۔ حضرت علی نے محمد بن ابی بکر کو بلوایا اور نائلہ کے بیان کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر محمد نے کہا، ''انہوں نے جھوٹ نہیں بولا، اللہ کی قسم میں ان کے پاس آیا تھا اور انہیں قتل کرنا چاہتا تھا مگر انہوں نے میرے والد کا تذکرہ کیا تو میں اُٹھ کھڑا ہوا، اور میں توبہ کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں نے نہ ہی انہیں قتل کیا اور نہ ہی ان کو پکڑا۔'' اس پر نائلہ نے کہا، ''اس نے سچ کہا ہے لیکن یہ اُن دونوں کو لے کر آیا تھا۔''۴۲

گویا نائلہ کا بیان یہ تھا کہ محمد بن ابی بکر اعانت جرم کا مجرم تھا لیکن حضرت علی نے محمد کو اس پر کوئی سزا نہیں دی۔ وہ قصاص لینا چاہتے تھے لیکن باغیوں پر آپ کا کوئی زور نہیں چلتا تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ نے جو پہلا خطبہ دیا اس میں بھی عمومی طور پر لوگوں کو امن و امان کی نصیحت کی، خصوصی طور پر خلیفۂ وقت کے قتل کی مذمت نہیں کی۔۴۳ اُس کے باوجود خطبہ سننے والے ایک سبائی نے جو اشعار پڑھے وہ یہ تھے۔۴۴

خذھا الیک واحذرن ابا حسن انا نمر الامر امرار الرسن
صولۃ اقوام کا شداد السفن بمشر فیاتٍ کغدران اللبن

و نطعن الملک بلین کالشطن حتی یمرن علی غیرِ عنن

[ترجمہ: اے ابوالحسن! آپ امورِ خلافت کو لے لیں اور ہمارا یہ عہد یاد رکھیں کہ ہم اس معاملہ کو انتہا تک پہنچا دیں گے۔

قوموں کی شان و شوکت کشتیوں کی میخوں کی طرح ہوتی ہے، جو اینٹوں کی چنائی کی طرح اوپر ابھری ہوئی ہو۔

ہم بادشاہوں کو نیزوں سے مار مار کر روئی کی طرح اُڑا دیتے ہیں اور اُس کو اس راستے پر چلاتے ہیں جس کی اسے امید نہیں ہوتی۔]

اس کے جواب میں حضرت علی نے یہ اشعار پڑھے:

انی عجزت عجزۃ لا اعتذر سوف اکیس بعدھا و استمر

ان لم یشاغبنی العجول المنتصر ان تترکونی و السلاح یبتدر

[ترجمہ: میں اس قدر عاجز ہوں کہ عذر بھی پیش نہیں کر سکتا، شاید اس کے بعد مجھے عقل آجائے اور میں یہ کام کر گزروں۔

میری مدد میں جلدی کرنے والا اگر مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کر لیتا اور مجھے میرے حال پر نہ چھوڑ دیتا تو ہتھیار نہایت تیزی سے چلتے۔][۴۵]

گویا حضرت علی پر سبائی اور باغی اُس طرح حاوی تھے جس طرح حضرت عثمان پر مروان بن حکم اور اس کے ساتھی حاوی تھے۔ دونوں خلفاء اپنے صوابدید کے مطابق فیصلے کرنے میں عاجز اور بے بس تھے۔ اس صورتِ حال سے حضرت نائلہ کو مایوسی ہوئی ہوگی لہٰذا انہوں نے قصاصِ عثمان کے لیے حضرت معاویہ کو خط لکھا، وہ خط بھی عقد الفرید میں موجود ہے۔ انہوں نے لکھا:

نائلہ بنت فرافصہ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام، اما بعد، میں آپ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتی ہوں جس نے آپ پر انعام کیا اور آپ کو اسلام سکھایا اور آپ کو گمراہی سے ہدایت دی۔ آپ کو کفر سے بچایا اور دشمن کے خلاف آپ کی مدد کی اور آپ پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کیں۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتی ہوں اور آپ کو اللہ اور اس کے خلیفہ کا حق یاد دلاتی ہوں کہ تم لوگ اس کی نصرت کرو گے۔ اس نے فرمایا ہے: وأن طائفتانِ من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احداهُما على الأخرىٰ فقاتلوا الّتي تبغي حتى تفِيَ الى امر الله.[۴۶]

امیر المومنین پر زیادتی کی گئی ہے اگر آپ لوگوں پر عثمانؓ کا صرف حقِ ولایت ہوتا اور پھر ان کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ ہوتا تو ہر مسلمان پر یہ حق تھا کہ جو آپ کی امامت کی تائید کرتا ہے وہ آپ کی مدد کرے۔ پھر کجا یہ کہ آپ جانتے ہیں اسلام میں ان کی پہل، اسلام پر ثابت قدمی، اللہ کے داعی کو لبیک کہنا، اس کی کتاب کی تصدیق کرنا، اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرنا۔ اللہ نے جب آپ کو منتخب کیا تو آپ کو دنیا اور آخرت کے شرف سے نوازا۔

میں آپ کے سامنے خلیفہ مظلوم کا واقعہ بیان کرتی ہوں۔ میں اس سارے معاملے کی گواہ ہوں۔ اہلِ مدینہ نے

آپ (یعنی عثمانؓ) کے گھر میں آپ کا محاصرہ کرلیا اور رات دن آپ کے گھر کے دروازہ پر مسلح گھیراؤ جاری رکھا۔ جس چیز کو بھی وہ روک سکتے تھے انہوں نے آپ سے روکی حتیٰ کہ پانی بھی بند کردیا۔ آپ اور آپ کے ساتھ جو محصور تھے وہ پچاس راتوں تک اسی حال میں رہے۔ اہلِ مصر نے اپنا معاملہ علی، محمد بن ابی بکر، عمار بن یاسر اور طلحہ وزبیر کو سونپا، ان حضرات نے عثمان کے قتل کا مصریوں کو حکم دیا۔ ان کے ساتھ یہ قبائل تھے: خزاعہ، سعد بن بکر، ہذیل، جہینہ اور مزینہ کے کچھ گروہ، یثرب کے نبطی۔ یہ عثمانؓ کے خلاف سب سے بڑھ کر سرگرم عمل تھے۔

پھر آپؓ کا محاصرہ کیا گیا اور سنگ باری وتیر اندازی کی گئی۔ آپ کے ساتھ گھر کے تین افراد زخمی ہوئے۔ لوگ آپؓ کے پاس چلاتے ہوئے آئے تاکہ آپ ان کو لڑائی کی اجازت دیں مگر آپ نے انہیں روکا اور حکم دیا کہ شرپسندوں کے تیر واپس کردیں، چنانچہ تیر واپس کردیئے گئے۔ اس سے باغیوں کی جسارت بڑھی اور اس معاملے میں وہ مزید سنجیدہ ہوئے۔ انہوں نے گھر کا دروازہ جلادیا۔ پھر آپؓ کے تین ساتھی آئے اور عرض کیا: ''مسجد میں کچھ لوگ لوگوں کے معاملہ کو عدل سے نبٹانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ مسجد میں تشریف لے جائیں وہ آپ سے ملیں۔'' آپ تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں بیٹھے، ہر طرف سے لوگوں نے اسلحہ سے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے آج کوئی انصاف کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔'' چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ کچھ آدمی تھے جن میں سے زیادہ تر غیر مسلح تھے۔ آپ نے اپنی زرہ پہنی اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''اگر تم لوگ نہ ہوتے تو میں آج زرہ نہ پہنتا۔'' کچھ لوگوں نے آپ پر دھاوا بولا تو ابن زبیرؓ نے ان لوگوں سے بات کی اور ایک دستاویز کی شکل میں ان سے عہدوپیمان لیا اور اس دستاویز کو عثمان کے پاس بھیج دیا، اس دستاویز میں تحریر تھا: ''آپ لوگوں پر اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ عثمان کے قریب برائی کے ارادہ سے نہ جاؤ گے حتیٰ کہ ان سے بات چیت نہ کرلو اور باہر نہ نکل جاؤ۔''

عثمانؓ نے اسلحہ اتار دیا اور جونہی آپ نے اسلحہ اتارا، کچھ لوگ آپ کے پاس آ گھسے، ان کے آگے آگے محمد بن ابی بکر تھا۔ انہوں نے آپ کی ڈاڑھی پکڑی اور آپ سے بدکلامی کی۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''ابوعبداللہ اور خلیفہ عثمان۔'' انہوں نے آپ کے سر پر تین ضربیں لگائیں اور آپ کے سینے پر تین وار کیے۔ آپ کی پیشانی پر ناک کے اوپر وار کیا کہ تلوار ہڈی میں گھس گئی۔ میں آپ پر گر پڑی، انہوں نے آپ کو شدید زخمی کردیا تھا۔ ابھی آپ میں زندگی تھی۔ یہ لوگ آپ کا سر کاٹ کر لے جانا چاہتے تھے۔ میرے پاس شیبہ بن ربیعہ کی بیٹی آئی، اس نے بھی اپنے آپ کو میرے ساتھ عثمان پر گرادیا۔ ہمیں برے طریقے سے روندا گیا، ہمارے زیورات ہم سے چھین لیے گئے۔ تاہم امیرالمومنین کی حرمت سب سے بڑی ہے۔ ان لوگوں نے امیرالمومنین کو ان کے گھر میں ان کے بستر پر مظلومانہ قتل کیا۔ میں آپ کے پاس عثمان کا خون آلود کپڑا بھیج رہی ہوں۔ اللہ کی قسم، اگر آپ (عثمانؓ) کو قتل کرنے والا گنہگار ہے تو آپ کو بے یار ومددگار چھوڑنے والا بھی محفوظ نہیں۔

اب دیکھو کہ اللہ کی بارگاہ میں تم کہاں کھڑے ہو؟ ہمیں جو کچھ بھگتنا پڑا، اس کی شکایت میں اللہ سے کرتی ہوں۔

میں اللہ کے نیک بندوں سے فریاد کرتی ہوں۔ اللہ عثمان پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ انہیں دنیا میں ذلت وخواری سے دوچار کرے اور ان کو یوں سزا دے کہ سینوں کو شفا دے۔''۲۷

یہ خط اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں لے کر حضرت نعمان بن بشیر انصاری مدینے سے نکل گئے اور شام پہنچے۔ اہل شام کو جب مدینہ کے احوال و واقعات کا علم ہوا تو وہ غم وغصہ سے بھر گئے اور ہر طرف سے قصاص عثمان کے لیے نعرے بلند ہونے لگے۔ اور چند ماہ نہیں گزرے تھے، کہ مسلمانوں میں پہلی خانہ جنگی پھوٹ پڑی، تاہم یہ ایک دوسرا موضوع ہے۔

اس کے بعد تاریخ کے صفحات میں حضرت نائلہ کا تذکرہ نہیں ملتا، صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ انہوں نے مدینہ چھوڑ دیا تھا اور شام چلی گئی تھیں جہاں عموماً بنو کلب آباد تھے۔ حضرت معاویہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ جس زمانے کی بات کی جارہی ہے اُس زمانے میں کسی مطلقہ یا بیوہ کا بے نکاحی رہنا رواج نہیں تھا۔ اس وقت کا رواج یہ تھا کہ اگر کوئی عورت، خواہ وہ عمر کے کسی حصہ میں بھی ہو، مطلقہ یا بیوہ ہوجائے تو عموماً اس کا دوسرا نکاح ہوجاتا تھا، لہٰذا اس دور میں بہت سی خواتین ایسی ہیں جن کے تین، چار یا اس سے بھی زائد مرتبہ نکاح ہوئے۔ لہٰذا حضرت نائلہ کے لیے امیر معاویہ کا پیغام نکاح کوئی غیر رواجی اور غیر معمولی بات نہیں تھی۔ بہرحال حضرت نائلہ کے انکار کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے اصرار ہوا تو نائلہ نے اپنے سامنے کے دو دانت پتھر سے توڑ کر معاویہ کو بھجوا دیے جس پر وہ چپ ہوگئے۔ یاد رہے حضرت نائلہ کے منہ (دہانے) کی خوبصورتی مشہور تھی، وہ دعا مانگا کرتی تھیں کہ عثمان کے بعد وہ کسی کا منہ نہ دیکھیں۔ اسی لیے ان کو عرب کی وفا شعار عورتوں میں شمار کیا جاتا ہے، جنہوں نے اپنی باقی زندگی اپنے شوہر کے نام پر گزار دی، یہ ان کا روزِ آخرت پر اور رسول اللہ کے اس فرمان پر کہ جنت میں عورت کا ساتھی اس کا آخری شوہر ہوگا، غیر متزلزل ایمان کی دلیل ہے۔ ابن حبیب البغدادی اپنی کتاب المحبر میں ایسی پانچ خواتین کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے بعد دوسرا نکاح نہ کیا درآں حالیکہ ان سے کئی لوگوں نے شادی کرنی چاہی۔ نائلہ بنت الفرافصہ ان میں سے ایک ہیں۔۲۸ ایسی باعفت خاتون کو باغی اور سازشی عیسائی عورتوں کی صف میں کھڑا کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

❀❀❀

حواشی:

۱۔ ڈاکٹر سید محمد یوسف عربی زبان و ادب کے استاد تھے۔ ۱۲؍مئی ۱۹۱۶ء کو بھوپال میں پیدا ہوئے، والد کا نام سید احسان حسین تھا، ابتدائی تعلیم بھوپال کے مدرسۂ احمدیہ اور مدرسۂ جہانگیریہ میں حاصل کی۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات اجمیر بورڈ سے اور بی۔اے آگرہ یونی ورسٹی سے کیا۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے شعبہ عربی میں تعلیم شروع کی۔ اس وقت عربی کے مشہور، استاد علامہ عبدالعزیز میمن صدر شعبہ تھے۔ ۱۹۳۹ء میں امتیاز کے ساتھ ایم۔اے عربی کی سند حاصل کی اور علامہ میمن کی نگرانی میں اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ ''مہلّب بن ابی صفرہ'' پر لکھا۔ ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۷ء ڈاکٹر یوسف، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے شعبہ عربی میں لیکچرر رہے۔ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۳ء وہ فواد اوّل یونی ورسٹی قاہرہ میں درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۹ء وہ سیلون یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے صدر رہے۔ ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۳ء وہ کراچی یونی ورسٹی میں ریڈر اور پھر صدر شعبہ عربی رہے۔ وہ نیشنل یونی ورسٹی ملائشیا (کوالالمپور) میں شعبہ اسلامیات کے وزیٹنگ پروفیسر بھی رہے۔ ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۸ء وہ صدر شعبہ اسلامیات (JOS) جاس یونی ورسٹی، نائیجیریا میں رہے۔ اسی یونی ورسٹی سے کسی کام کے سلسلہ میں وہ بذریعہ لندن، کراچی آرہے تھے کہ ۲۲؍جولائی ۱۹۷۸ء کو آکسفورڈ اسٹریٹ، لندن میں ہارٹ اٹیک میں انتقال کرگئے۔

ڈاکٹر صاحب کی عربی کتب میں الاشباہ والنظائر للخالدیین (۲ جلدیں)، الالفاظ الھندیہ المعربہ، کتاب الانوار و محاسن الاشعار، شرح مایقع فیہ التصحیف و التحریف شامل ہیں۔ ان کے اردو تراجم میں ''جیتا جاگتا'' (ترجمہ: حی بن یقظان)، تاریخ التاریخ (ترجمہ: الاعلان بالتوبیخ) اندلس، تاریخ و ادب اور بزرگِ تخیل (مجموعۂ مقالات) شامل ہیں۔ ان کی کتب کے علاوہ ان کے علمی و تحقیقی مقالات پاک و ہند کے علاوہ دمشق، رباط، قاہرہ، کوالالمپور وغیرہ کے جرائد و رسائل میں شائع ہوئے۔ (علامہ عبدالعزیز میمن، سوانح اور علمی خدمات، مرتب راشد شیخ ص ۲۹۵-۲۹۶، قرطاس، کراچی ۲۰۱۱ء)

۲۔ دیکھیے ''اسلامی تعلیم''، جلد۲، شمارہ ۵، بابت ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۳ء لاہور، آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگریس کے دو ماہی مجلّے کے مدیر، مظفر حسین اور مشیر، ڈاکٹر سید محمد عبداللہ تھے۔ لاہور سے نکلنے والا یہ دو ماہی مجلّہ حکومت پنجاب کی چھٹی نمبر SO (CD) EDU 2-25/72 مورخہ ۲۵؍اپریل ۱۹۷۳ء اور حکومت آزاد جموں و کشمیر کی چھٹی نمبر 2105-6 مورخہ ۲۶؍جون ۱۹۷۲ء کے تحت صوبہ کے تمام کالجوں، اسکولوں اور ٹیکنیکل اداروں کے لیے منظور شدہ تھا۔ (ان تفصیلات کے لیے دو ماہی مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' کا اندرونی سرورق ملاحظہ کیجیے۔)

۳۔ سید محمد یوسف ''یزیدی الیموں کا پس منظر'' ص ۲۵، نظریہ فاؤنڈیشن پبلشر، فیصل آباد، (سنہ ندارد)۔

۴۔ سید محمد یوسف صاحب نے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا۔ جبکہ ابن اثیر (م ۶۲۰ھ/......ء) کا بیان ہے کہ نائلہ رخصتی سے قبل

اسلام قبول کر چکی تھیں۔ دیکھئے: الکامل فی التاریخ، جلد۲، ص ۱۷۴۔

۵۔ یزیدی المیوں کا پس منظر، نظریہ فاؤنڈیشن پبلشر، فیصل آباد، ص ۱۷۔

۶۔ ابن اثیر، اُسد الغابہ، جلد ۵، ص ۴۴۰، رقم ۶۹۳۲، نیز جلد ۵، ص ۶۴۰، رقم ۷۵۸۴ (دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان ۲۰۰۶ء)

۷۔ یہ ابان بن عثمان وہی ہیں جو مدینہ کے عالم اور اولین سیرت نگار تھے، ان کے بارے میں تفصیلات کے حصول کے لیے، دیکھیے ''ابان بن عثمان، اولین سیرت نگار'' از نگار سجاد ظہیر، مشمولہ ارمغان رفیع الدین ہاشمی، مرتبہ خالد ندیم، ص ۳۴۳-۳۵۶۔ (الفتح پبلیکیشن، راولپنڈی ۲۰۱۳ء)

۸۔ ابن اثیر نے الکامل میں فاطمہ کا نسب لکھا ہے ''فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ'' (جلد ۲، ص ۵۵۰) اور یہی اغلب ہے۔

۹۔ ابن عبد البرّ، 'الاستیعاب' ص ۹۰۲ (رقم ۳۳۰۶)

۱۰۔ اُسد الغابہ، میں یہ شعر اس طرح ہے،

لحا الرحمٰن صابئة بوج و مكة أو بأطراف الحجون

تدين لمعشر قتلوا أباها أقتلُ أبيک جاءک باليقين؟

(جلد ۵، ص ۴۴۳)

۱۱۔ حضرت عثمان کی ان آٹھ بیویوں کے ناموں کے لیے دیکھیے، ابن سعد، طبقات الکبریٰ، جلد ۳، ص ۳۱، نیز الکامل، جلد ۲، ص ۵۵۰۔ تاہم بلاذری ایک اور نام کا اضافہ کرتا ہے اور وہ اسما بنت ابی جہل بن ہشام کا ہے۔ (انساب الاشراف، جلد ۶، ص ۲۳۱) لیکن بلاذری کے علاوہ اور کوئی مورخ اسما کا نام نہیں لیتا، لہٰذا درست بیان ابن سعد ہی کا مانا جائے گا جس کی تائید کئی مورخین نے کی ہے۔

۱۲۔ الکامل، جلد ۲، ص ۵۵۰ (کچھ کہتے ہیں کہ دورانِ محاصرہ حضرت عثمان نے ام البنین کو طلاق دے دی تھی)

۱۳۔ ابن خلدون، کتاب العبر (تاریخ ابن خلدون)، جلد ۲، ص ۲۴۹

۱۴۔ دومۃ الجندل کے حکمران اصبغ کی بیٹی تھیں، بنو کلب سے تعلق رکھنے والے اصبغ مذہباً عیسائی تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے قبیلے میں تبلیغ اسلام کے لیے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو بھیجا تھا، جس کے نتیجے میں اصبغ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے مشورے سے انہوں نے اپنی بیٹی تماضر کا نکاح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے کر دیا۔ کچھ عرصہ دومۃ الجندل میں قیام کے بعد عبد الرحمٰن اپنی بیوی تماضر کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ جب عبد الرحمٰن مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو تماضر کو اپنے حبالۂ عقد سے آزاد کر دیا۔ انہوں نے دوسری شادی حضرت زبیر بن عوام سے کی لیکن ان سے بھی جدائی ہوگئی۔ وفات کی تصریح نہیں ملتی لیکن یہ معلوم ہے کہ حضرت معاویہ کے عہد تک زندہ رہیں۔ حضرت عبد الرحمٰن کے صلب سے ان کے ایک بیٹے ابوسلمہ تھے۔ (ندوی، مجیب اللہ، اہل کتاب صحابہ و

تابعین، اعظم گڑھ، ۱۹۵۱ء، ص ۱۵۱-۱۵۲)

۱۵۔ اہل یمن نے زراعت کی ترقی کے لیے وادیوں میں بارش کے پانی کو روک کر بڑے بڑے بند بنائے تھے، ان میں سب سے زیادہ مشہور سدِ مآرب تھا۔ جس کا قرآن میں بھی ذکر ہوا ہے۔ (سورۂ سبا: ۱۵-۱۶) شہر مآرب کے جنوب میں دو پہاڑ ہیں جنہیں کوہِ ابلق کہا جاتا ہے، دونوں پہاڑوں کے بیچ میں وادیٔ اذنیہ ہے۔ پہاڑوں سے نیز ادھر اُدھر سے پانی جمع ہو کر وادی میں ایک دریا سا جاری ہو جاتا ہے۔ یمن کے حکمرانوں، سبا نے ان پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ۸۰۰ قبل مسیح میں سدِ مآرب کی تعمیر کی تھی۔ یہ بند تقریباً ۱۵۰ فٹ لمبی اور ۵۰ فٹ چوڑی ایک دیوار تھی جس میں اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں جو حسب ضرورت کھولی اور بند کی جاسکتی تھیں۔ بند کے دائیں بائیں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر چپ وراست کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ قدیم مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حکومت آل حمیر تک یہ بند صحیح سلامت رہا، بعد میں جب ملک میں سیاسی انتشار پھیلا اور بند کی نگرانی کی طرف سے غفلت برتی گئی تو یہ بتدریج تباہ ہو گیا۔ اس بند کا کچھ حصہ آج بھی موجود ہے۔ بقول حمزہ اصفہانی ظہور اسلام سے ۴۰۰ سال پہلے یہ بند تباہ ہوا۔ یاقوت حموی کا بیان ہے کہ یمن پر حبشیوں کے تسلط کے زمانے یعنی چھٹی صدی عیسوی میں یہ بند تباہ ہوا۔ جبکہ ابن خلدون کا خیال ہے کہ بند کی تباہی پانچویں صدی عیسوی میں مکمل ہوئی۔ (جرجی زیدان، العرب قبل الاسلام، ص ۱۵۰-۱۶۰، طبع دار الہلال، مصر ۱۹۰۸ء نیز ندوی، سید سلیمان، ارض القرآن، جلد اول، ص ۲۵۴، مجلس نشریات اسلام، کراچی، سنہ ندارد)

۱۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ۔

۱۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، رسول اللہ کی سیاسی زندگی۔

۱۸۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، جلد ۲، ص ۴۵۳۔ (حضرت عثمان کی بیعت خلافت، محرم ۲۴ھ کو ہوئی)

۱۹۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، جلد ۲، ص ۵۴۳۔ (دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۱۰ء)

۲۰۔ ایضاً، جلد ۲، ۵۴۴۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً، جلد ۲، ص ۵۴۵۔ ابن خلدون، کتاب العبر، ص ۴۷۵ (بیت الافکار الدولیہ، اردن وسعودی عرب، سنہ ندارد)

۲۳۔ ایضاً۔

۲۴۔ ابن سعد، طبقات الکبریٰ، جلد ۳، ص ۴۲۔

۲۵۔ بلاذری، انساب الاشراف، جزء ۷، ص ۲۰۱۔

۲۶۔ طبقات الکبریٰ، جزء ثالث، ص ۴۱، البلاذری، انساب الاشراف، جلد ۷، ص ۲۲۰۔

۲۷۔ دیکھئے ابن عبدالبرّ، الاستیعاب، ص ۵۴۸، باب عثمان، رقم ۱۸۷۸۔

۲۸۔ ابن اثیر، الکامل، جلد۲،ص ۵۴۴۔ ابن خلدون، کتاب العبر ،ص ۵۷۵۔

۲۹۔ الکامل، جلد۲،ص ۵۴۵ (ابن عبدالبر، العقد الفرید میں نائلہ کے علاوہ رملہ کا نام لیتے ہیں جبکہ ابن اثیر، الکامل میں نائلہ کے علاوہ ام البنین کا نام لکھتے ہیں)

۳۰۔ طبقات الکبریٰ، جزو ثالث،ص ۴۱، انساب الاشراف، جزو سادس،ص ۲۲۱۔

۳۱۔ ایضاً۔

۳۲۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان کی بیعتِ خلافت یکم محرم ۲۴ھ کو ہوئی، ۱۸؍ ذی الحجہ، یوم جمعہ، ۳۶ھ کو عصر کے بعد شہید کردیے گئے۔ اس دن روزے سے تھے۔ ہفتے کی شب مغرب اور عشا کے درمیان حش کوکب میں دفن کیے گئے، جو آج بنی اُمیہ کا قبرستان ہے۔ ان کی خلافت بارہ دن کم، بارہ سال رہی، جب وہ قتل کیے گئے تو ۸۲ سال عمر تھی۔ (طبقات الکبریٰ، جلد۳،ص ۴۳، نیز انساب الاشراف، جلد۷،ص ۲۰۵)

۳۳۔ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کا شمار سردارانِ قریش میں ہوتا تھا، جبیر کے والد مطعم بن عدی وہی ہیں جنہوں نے سفرِ طائف سے واپسی پر رسول اللہ کو پناہ دی تھی۔ اس سے قبل وہ اُس معاہدہ کو کالعدم کرنے کے لیے بھی مستعد ہوئے تھے جس میں اہلِ مکّہ نے بنی ہاشم کا سماجی مقاطعہ کیا تھا۔ مطعم کی وفات جنگ بدر سے پہلے ہوگئی تھی، ان کے بیٹے جبیر، علم الانساب کے ماہر تھے۔ حدیبیہ کے بعد اسلام آئے، امیر معاویہ کے عہد میں ۵۷ یا ۵۹ھ میں وفات پائی۔ (اسد الغابہ، جلد۱،ص ۳۴۶، رقم: ۶۹۸)

۳۴۔ حضرت حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بھتیجے تھے اور حضرت زبیر بن عوام کے چچازاد بھائی تھے۔ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ فتح مکّہ کے موقع پر اسلام لائے، مولفۃ القلوب میں تھے۔ حضرت امیر معاویہ کے عہد میں ۵۴ھ یا ۵۸ھ میں وفات پائی۔ جنگ بدر میں کفار کی طرف سے آئے تھے، بے انتہا سخی تھے۔ (اسد الغابہ، جلد۱،ص ۵۴۱، رقم ۱۲۳۴)

۳۵۔

۳۶۔ نیار بن مکرم اسلمی، صحابی تھے انہوں نے رسولﷺ اللہ سے سورۂ روم کی ۱ تا ۵ آیات کی تفسیر روایت کی ہے۔ اس حدیث کا ترمذی نے بیان کیا ہے (ترمذی، حدیث رقم ۳۱۹۴) اور اس کی سند حسن بتائی ہے۔ روایت یہ ہے کہ جب سورۂ روم نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر یہ سورۃ لے کر کفار مکہ کے ایک مجمع میں لے گئے۔ کفار نے پوچھا کیا یہ کلام تمہارے رفیق کا ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا، یہ اللہ کا کلام ہے جو محمد رسول اللہ پر اُترا ہے۔ اس سے کچھ عرصہ پیشتر ایران نے حکومت روم پر فتح پائی تھی۔ چنانچہ ایرانی رومیوں کو اپنا غلام گروانتے تھے۔ اسی طرح مشرکینِ مکّہ کی خواہش بھی یہی تھی کہ ایرانیوں کو رومیوں پر فتح نصیب ہو، کیونکہ ایرانی بھی کفار کی طرح، خدا کی وحدانیت اور جزا و سزا کے منکر تھے، والکفر ملۃ واحد۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومیوں کو غلبہ نصیب ہو کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور

جزاوسزا کو مانتے تھے۔ حضرت نیار نے یہ قصہ، جس میں دونوں طرف سے شرط باندھی گئی تھی، بیان کیا ہے۔ نیار بن مکرم سے ان کے بیٹے عبداللہ بن نیار اور عروہ بن زُبیر نے روایت کی (ابن عبدالبر قرطبی، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ص ۷۲۹، باب نیار، رقم ۲۶۲۱، دارالاعلام، عمان، اردن، الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، ابن اثیر، اُسدالغابہ، جلد ۴، ص ۴۲۸، رقم ۵۳۲۹ (دار الکتاب العربی، بیروت لبنان، ۲۰۰۶ء)

۳۷۔ کتنے لوگ حضرت عثمان کے جنازے میں شریک تھے اور کتنے لوگوں نے ان کی نماز پڑھی۔ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں، سولہ تک تعداد بتائی جاتی ہے، لیکن ابن سعد لکھتے ہیں کہ یہ روایت کہ ان پر چار افراد نے نماز پڑھی زیادہ ثابت ہے (طبقات الکبریٰ جلد ۳، ص ۴۳) البتہ مالک بن انس کا کہنا ہے کہ ان میں پانچویں ان کے دادا مالک بن ابی عامر تھے۔ (دیکھئے ابن عبدالبرّ قرطبی، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ص ۲۲۹، باب نیار، رقم ۲۶۲۱)

بلاذری، چاروں کا نام لینے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور مسوُر بن مخرَمہ بھی جنازہ اُٹھانے والوں میں شامل تھے۔ (انساب الاشراف ۷/ ۲۰۶)

۳۸۔ طبقات الکبریٰ، جلد ۳ ص ۴۳۔

۳۹۔ عقدالفرید (ص ۴۸)

۴۰۔ انساب الاشراف، جزوسادس، ص ۲۰۳ (روياء عثمان و متقلهٔ)

۴۱۔ محمد بن ابی بکر۔ حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے تھے، جو آپ کے انتقال کے بعد پیدا ہوئے، ان کی والدہ اسما بنت عمیس تھیں، انہی اسما سے حضرت ابوبکر کے بعد حضرت علی نے شادی کی اور محمد بن ابی بکر کی پرورش انہی کے گھر میں ہوئی۔

۴۲۔ یہ گفتگو بلاذری نے انساب الاشراف میں بھی نقل کی ہے۔ (الجزُسادس، ص ۱۸۷، دارالفکر، بیروت) فرق یہ ہے کہ بلاذری نے ''امراۃ عثمان''، یعنی عثمان کی بیوی لکھا ہے اور ان کا نام نہیں لکھا، جبکہ ابن عبدربہ نے ان کا نام نائلہ بنت الفرافصہ لکھا ہے۔ (عقدالفرید، ص ۵۶، کتاب عسجدہ دوئم)

۴۳۔ خلافت کے حصول کے بعد حضرت علی کا یہ پہلا خطبہ، ابن اثیر نے الکامل میں درج کیا ہے جس کا اردو ترجمہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

''(خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا) خدا نے ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو ہماری رہنمائی کرتی ہے اور خیر وشر کو واضح طور سے بیان کرتی ہے۔ اب تمہیں چاہیے کہ شر کو چھوڑ دو اور خیر کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کے جو فرائض تمہارے ذمہ ہیں ان کو ادا کرو وہ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جن امور کو حرام فرمایا ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ جملہ حرام امور میں سب سے بڑا گناہ مسلمانوں کا خون بہانا ہے، اس نے مسلمانوں کے ساتھ خلوص برتنے اور متحد رہنے پر بہت زور دیا ہے۔ مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ البتہ خدا کے حکم کے تحت مناسب کارروائی کی جاسکتی ہیں۔ خدا کے جتنے احکام ہیں خواہ وہ خاص ہوں یا عام سب پر اپنی زندگی میں موت

سے پہلے عمل کرلو، کیونکہ عام امور تمہارے سامنے ہیں اور خاص امر یعنی موت تمہارے پیچھے ہے۔تم گناہوں کے بار سے ہلکے ہوکر موت سے ملو،لوگ تو ایک دوسرے کا انتظار ہی کر تے ہیں،تم لوگ اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں کی بربادی کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم سے ہر معاملہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا، یہاں تک کہ چوپاؤں اور گھاس پھونس کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔ اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو اور اچھی باتوں کو قبول کرو اور بری باتوں کو چھوڑ دو۔ واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض۔''(انفال:۲۶) [ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے اور زمین میں کمزور تھے] (دیکھئے ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، جلد۲،ص۵۵۷، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان،۲۰۱۰ء)

۴۴۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، جلد۲،ص۵۵۷

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ یہ سورہ الحجرات کی نویں آیت کا ایک حصہ ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:''اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔''

۴۷۔ العقد الفرید (کتاب عسجدہ دوئم ص۶۵)

۴۸۔ حضرت نائلہ کے علاوہ دیگر خواتین یہ ہیں ☆ ام ہانی بنت ابی طالب، یہ رسول اللہ کی چچازاد بہن اور حضرت علی کی سگی بہن تھیں۔ رسول اللہ مکّے میں ان سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن ابو طالب نے ان کا نکاح ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی سے کردیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ہبیرہ یمن بھاگ گیا اور وہیں بحالت کفر مرا۔ ام ہانی کی بیوگی کے زمانے میں رسول اللہ نے ان سے نکاح کرنا چاہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا''خدا کی قسم میں تو جاہلیت میں بھی آپ سے نکاح چاہتی تھی تو اب اسلام میں کیا کہنے، لیکن میں ایک بچوں والی عورت ہوں اور نہیں چاہتی کہ وہ آپ کو تکلیف پہنچائیں۔'' اس پر رسول اللہ نے فرمایا''بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں وہ قریش کی عورتیں ہیں، یہ بچوں پر ان کی کمسنی میں شفقت کرتی ہیں اور اپنے شوہر کی جائداد کی اچھی خبر گیری کرتی ہیں۔ ☆رباب بنت امری القیس بن عدی بن جابر بن کعب بن علیم، یہ امام حسین ابن علی کی بیوی تھیں۔ حضرت حسین کی شہادت کے بعد انہیں پیغام نکاح آیا تو انہوں نے کہا''خدا کی قسم میں رسول اللہ کے بعد کسی کو خسر نہیں بناؤں گی۔'' ان سے حضرت حسین کی بیٹی سکینہ پیدا ہوئی تھیں انہی کے بارے میں حضرت حسین کا یہ شعر ہے۔

لعمرکِ انی لاحب دارا

تحل بھا سُکینہ و الرباب

[ترجمہ: تیری جان کی قسم میں اس گھر کو محبوب رکھتا ہوں، جہاں سُکینہ اور رباب رہتی ہیں]

☆ام الدرداء، یہ حضرت ابو دردا کی بیوی تھیں، بیوہ ہوئیں تو امیر معاویہ نے ان سے نکاح کرنا چاہا تو انہوں نے کہا ''میں ابو درداء پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتی۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر کسی عورت کے ساتھ اس دونوں شوہر جنت میں جمع ہوں گے تو وہ ان میں سے آخری کے لیے ہوگی۔'' ☆ھُدبہ بن خشرم عذری کی بیوی، جب ھُدبہ کو زیاد کے عوض قتل کرنے کے لیے آگے بڑھایا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھے۔

لا تنکحی ان فرق الدھر بیننا
اغم القفا والوجہ لیس بانزعا
ضروبا بالحییہ علی عظم زورہ
اذا القوم ھموا بالفعال تقنعا

[ترجمہ: اگر زمانہ ہم دونوں میں جدائی ڈال دے، تو ایسے شخص سے نکاح نہ کرنا جس کے بال چہرے اور گدی پر پھیلے ہوئے ہوں اور نہ ایسے سے جس کی پیشانی بالوں سے کھلی ہوئی ہو۔ جو اپنے جبڑوں کو اپنے سینے کی ہڈی پر مارنے والا ہو اور جب قوم کسی اچھے اور بڑے کام کا قصد کرے تو وہ چادر اوڑھ کے بیٹھ رہے۔]

اس پر اس کی بیوی نے لوگوں سے درخواست کی کہ ھُدبہ کو تھوڑی سی مہلت دیں۔ پھر وہ ایک قصائی کے پاس گئی اس کی چھری سے اپنی ناک کاٹی اور اسی زخمی حالت میں واپس اپنے شوہر کے پاس اس کے قتل ہونے سے پہلے پہنچی اور کہا ''کیا میں تمہیں شادی کرنے والی نظر آتی ہوں۔'' (محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر ص ۳۹۷، دائرہ معارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۲ء)

❁❁❁